# گستاخِ رسول ﷺ کی سزا

حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں





قاری محمد یعقوب شیخ

گولڈ میڈلسٹ کنگ سعود یونیورسٹی الریاض

تحریک حرمتِ رسول ﷺ پاکستان

۴-لیک روڈ، چوبرجی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

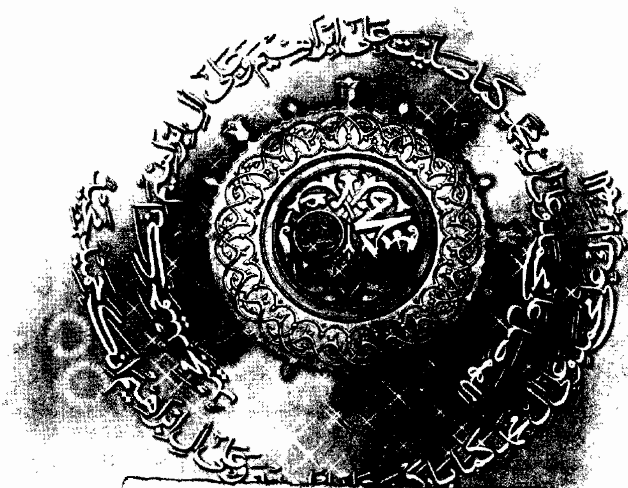
- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# گستاخِ رسول ﷺ کی سزا

## حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں



www.KitaboSunnat.com

قاری محمد یعقوب شیخ

گریجویٹ کنگ سعود یونیورسٹی الریاض

تحریک حرمتِ رسول ﷺ پاکستان

۴۔لیک روڈ، چوبرجی لاہور

# فہرست

# گستاخانِ رسول کے خلاف ہراول دستہ

تحریک حرمت رسول ﷺ پاکستان کی دعوت پر 9 دسمبر 2010ء بروز جمعرات مرکز القادسیہ لاہور میں پروفیسر حافظ محمد سعید صاحب حفظہ اللہ کی زیر امارت چاروں مسالک کے قائدین اور علمائے کرام کا ایک اہم ترین اجلاس ہوا۔ جس میں مختلف امور پر گفتگو کے ساتھ ساتھ وہ تین سوالات بھی زیر بحث آئے جو TV اینکرز کی طرف سے اٹھائے گئے تھے:

① اگر گستاخِ رسول غیر مسلم ہو اور معافی طلب کرے تو کیا معافی دی جا سکتی ہے؟

② اگر غیر مسلم معافی مانگے اور ساتھ مسلمان بھی ہو جائے تو کیا معافی دی جا سکتی ہے؟

③ قرآن میں گستاخ رسول کی سزا کا ذکر ہے یا نہیں؟

ان تینوں سوالات کے جوابات مولانا امیر حمزہ صاحب نے خوبصورت انداز میں قلم بند کیے، جو ہفت روزہ جرار اور روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہوئے۔ اس اجلاس میں حرمت رسول کمیٹی بنائی گئی، جس میں شامل شخصیات کے نام یہ ہیں: مولانا امیر حمزہ صاحب، علامہ احمد علی قصوری صاحب، مولانا عبد الرؤف فاروقی صاحب، علامہ زبیر احمد ظہیر صاحب، علامہ محمد خان قادری صاحب، حافظ عاکف سعید صاحب، ڈاکٹر محمد حسین اکبر صاحب، علامہ کاظم رضا نقوی صاحب، مولانا عبد المالک صاحب، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب، حافظ اسعد عبید صاحب، قاری محمد رفیق صاحب اور راقم الحروف۔

اجلاس میں یہ بھی طے پایا کہ آئندہ اجلاس علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب کی میزبانی میں ان کے ادارہ جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ میں ہوگا۔

28 دسمبر 2010ء بروز منگل مفتی صاحب کے ہاں اجلاس ہوا جس میں شرکت

کرنے والی فاضل شخصیات یہ ہیں:

مولانا عبد المالک، مفتی محمد خان قادری، مولانا امیر حمزہ، علامہ احمد علی قصوری، حافظ عاکف سعید، علامہ زبیر احمد ظہیر، نذیر احمد غازی سابق جسٹس، ڈاکٹر محمد امین، محمد خلیل الرحمٰن قادری، قاری محمد رفیق، ملک محبوب الرسول قادری، مرزا ایوب بیگ، مولانا الطاف حسین گوندل اور راقم الحروف۔

اس اجلاس نے مولانا امیر حمزہ کے مضمون کی تائید و توثیق کرتے ہوئے مزید مفید مشورے بھی دیے، وہاں یہ بھی طے پایا کہ گستاخِ رسول کی سزا کے حوالے سے تفصیلاً مضامین تحریر کیے جائیں۔ قرآن و سنت، اجماعِ امت اور آئین و قانون کی روشنی میں اس کا مکمل جائزہ لیا جائے۔ اس سلسلہ میں جو جو موضوعات جن شخصیات کے ذمہ لگے وہ یہ ہیں:

۱۔ گستاخ رسول کی سزا قرآن کی روشنی میں۔ (علامہ مفتی محمد خان قادری)

۲۔ گستاخِ رسول کی سزا حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں۔ (قاری محمد یعقوب شیخ)

۳۔ گستاخِ رسول کی سزا اجماع امت کی نظر میں۔ (قاری محمد رفیق)

۴۔ گستاخِ رسول کی سزا بائبل کی روشنی میں۔ (مولانا عبد الرؤف فاروقی)

۵۔ گستاخِ رسول کی سزا آئین و قانون کی نگاہ میں۔ (جسٹس (ر) نذیر احمد غازی)

راقم الحروف کے ذمہ جو موضوع لگایا گیا وہ قارئین کے لیے پیش خدمت ہے، اس تحریر میں میں نے پہلے حدیث و سنت کو قرآن مجید سے ثابت کیا ہے، پھر حدیث و سنت کی روشنی میں گستاخانِ رسول کی سزا موت پر دلائل پیش کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

قاری محمد یعقوب شیخ

چیف کوارڈینیٹر تحریک حرمت رسول پاکستان

۴ صفر ۱۴۳۲ھ 10 جنوری 2011ء۔ منگل

# منکرین حدیث کے لیے

رسول اللہ ﷺ کی عزت وتوقیر اور آپ سے محبت و پیار کرنا ایمان ہے، اس ایمان میں مزید روشنی، قوت اور حسن تب پیدا ہوتا ہے جب اطاعت وفرمانبرداری کے جذبے پیدا ہوتے ہیں پھر ان جذبوں کی صداقت کے لیے انسان حرمت رسول پر ہر چیز بلکہ جان تک بھی قربان کر دیتا ہے۔

آپ کی حرمت و ناموس پر حملہ گویا پورے دین (قرآن وسنت) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت پر بھی حملہ اور اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منتخب اور مبعوث فرمایا ہے۔

کفار ومشرکین، ان کے اماموں اور حکمرانوں نے رسول اللہ کی گستاخی کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے مومن بندوں سے اعلان جنگ کر لیا ہے۔ اس جنگ میں شکست گستاخوں اور بے ادبوں کو ہوگی۔ ان شاء اللہ

یورپین برادری نے اخبارات و جرائد، یوٹیوب اور فیس بک پر آپ ﷺ کے خلاف طوفان بے ہودگی بپا کیا، خاکے بنا کر محمد ﷺ کی طرف منسوب کیے اور لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ اس غیر اخلاقی، غیر فطری، غیر اسلامی تہذیب وادب سے خالی و عاری کام میں حصہ لیں، تو اس سلسلہ میں کچھ لوگ ان کا آلہ کار بنے، ان میں سے ایک کردار آسیہ مسیح کا ہے اس بدبخت، ملعونہ عورت کو دلائل وشواہد کے بعد جب سزا سنائی گئی تو اس کی رہائی

اور معافی کے لیے کچھ لوگ متحرک ہو گئے اور C-295 جو گستاخان رسول کے لیے سزائے موت کا قانون ہے، اس کو بھی کالا قرار دے دیا۔

الیکٹرانک میڈیا پر بعض دانشمندوں، ادیبوں اور نام نہاد سکالروں نے یہ راگ الاپنا شروع کر دیے کہ سزائے موت کا قانون اور اس کا ثبوت قرآن سے پیش کرو۔ کیا قرآن پاک میں اس کا ثبوت نہیں ہے؟ یقیناً ہے! مگر یہ بے نام لوگ ایسی باتیں نام کمانے اور حدیث رسول ﷺ کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

حدیث رسول کی اہمیت، فضیلت اور ضرورت قرون اولیٰ سے لے کر قیامت تک رہے گی، حدیث رسول قرآن اور مضامین قرآن کی تفسیر ہے، اس کے بغیر دین اسلام کی معرفت اور پہچان ممکن نہیں، اس کا انکار گویا اللہ تعالیٰ کی ذات، نبی کی نبوت اور صداقت قرآن اور اس کی حقانیت کا انکار ہے جو لوگ صرف اور صرف قرآن پاک سے دلیل کا مطالبہ کرتے ہیں اور حدیث و سنت سے منہ موڑ لیتے ہیں وہ درحقیقت کلام اللہ (قرآن مجید) کے بھی منکر ہیں۔ یاد رہے کہ جس طرح قرآن اسلام کا مصدر و ماخذ اور مرجع ہے، اسی طرح حدیث رسول اللہ قرآن کے بعد دوسرا بڑا مصدر ہے، جیسے قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے اسی طرح صحیح حدیث بھی منزل من السماء وحی ہے۔

قرآن اور حدیث کو الگ الگ کر کے اسلام کو پہچاننا، احکام و مسائل کو جاننا، حلال و حرام میں فرق کرنا ممکن نہیں۔

منکرین حدیث کی یہ مکارانہ چال ہے کہ وہ پہلے قرآن و حدیث کو جدا جدا کرتے ہیں اور پھر صرف قرآن کی بات کرتے ہیں۔ جب کسی مسئلہ کی وضاحت قرآن میں نہیں ملتی مثلاً: قرآن میں نماز کی فرضیت، زکوٰۃ کی فرضیت، روزے اور حج کی فرضیت کا تذکرہ تو موجود ہے مگر اس کی تفصیل نہیں، وہ حدیث میں ہے، تو پھر یہ لوگ دوسرا بڑا حملہ اسلام

پر یہ کرتے ہیں کہ جی! اسلام مکمل ضابطہ حیات اور کامل دین نہیں ہے۔ نعوذ باللہ۔

تو آیئے! ہم قرآن پاک سے حدیث کا وجود وثبوت پیش کرتے ہیں، پھر احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں گستاخان رسول کی شرعی سزا اور ان کا انجام بیان کرتے ہیں۔

## قرآن میں حدیثِ رسول ﷺ کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [ الأعراف : ٣ ]

''اس کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اس کے سوا اور دوستوں کے پیچھے مت چلو، بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔''

اس آیت مبارکہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ احکام کی اتباع اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کی پیروی نہ کرنے کا حکم ہے۔ کسی دوسرے کی پیروی یا اس کے اقوال و افعال اور تحریرات جو ﴿مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ کے زمرہ میں آتے ہیں کی اتباع کرنا خلاف شریعت ہے۔ پیروی صرف نازل کردہ احکامات ہی کی کرنی ہے۔ وہ نازل کردہ چیز کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ [ النساء : ١١٣ ]

''اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب وحکمت اتاری ہے۔''

پوری امت کا اجماع ہے کہ الکتاب سے مراد قرآن مجید اور الحکمت سے مراد

سنت رسول اللہ ﷺ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن و سنت کو نازل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾ [ الأحزاب : ٣٤ ]

''اور تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں ان کا ذکر کرتی رہو۔''

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں آیات اللہ سے مراد قرآن مجید اور حکمت سے مراد سنت نبوی ہے۔[ بخاری، كتاب التفسير، باب ﴿ و إن كنتن تردن الله و رسوله ﴾ ]

اہل ایمان اسی حق کی پیروی کرتے ہیں جو اللہ کی طرف سے محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( اَلَا إِنِّىْ أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ ))

''خبردار! مجھے قرآن کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز بھی دی گئی ہے۔''

[ أبوداؤد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، حديث : ٤٦٠٤۔ مسند أحمد : ٤/ ١٣٠۔ من حديث حريز بن عثمان ]

رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے ساتھ اس جیسی چیز دی گئی ہے۔ وہ چیز کیا ہے؟ وہ حدیث و سنت ہے۔ قرآن و سنت دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہیں اور دونوں کی اتباع ضروری ہے۔ امام حسان بن عطیہ کہتے ہیں:

''كَانَ جِبْرِيلُ يَنْزِلُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنَ وَ يُعَلِّمُهُ إِيَّاهَا كَمَا يُعَلِّمُهُ الْقُرْآنَ ''

''جبریل امین رسول اللہ ﷺ پر سنت لے کر اسی طرح اترتے تھے جس طرح قرآن لے کر اترتے تھے اور سنت کی تعلیم اسی طرح دیتے تھے جس طرح

قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔''

[ سنن الدارمی :٦٠٨۔ المروزی فی السنة: ١٠٢ ]

محمد ﷺ نے اپنے اوپر نازل ہونے والی تعلیمات اورربانی ہدایات کے مطابق لوگوں کی رہنمائی فرمائی ہے امت کی رشد و ہدایت کے لیے احکام دینیہ میں ہر وہ بات جو آپ کی زبان اقدس سے نکلی ہے، وہ وحی ہے اور وحی قرآن و سنت کا نام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ [ النجم : ٣، ٤ ]

''اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

آپ ﷺ وحی الٰہی کے بغیر لب کشائی نہیں کرتے تھے، یہاں تک کہ خوش طبعی اور مزاح کے موقع پر بھی آپ ﷺ کی زبان سے حق ہی نکلا ہے۔

پیغمبر علیہ السلام پر جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے وہ حق ہے اور اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾ [ البقرة : ١٤٧ ]

''آپ ﷺ کے رب کی طرف سے یہ سراسر حق ہے، خبردار! آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾ [ محمد : ٢ ]

''اور وہ اس پر بھی ایمان لائے جو محمد ﷺ پر اتاری گئی ہے۔ وہی حق ہے ان

کے رب کی طرف سے۔"

یہ بات حقیقت ہے کہ اہل کفر باطل کی اور اہل ایمان حق کی پیروی کرتے ہیں، جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ﴾ [ محمد : ٣ ]

"کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے۔"

جن کی نیت بد اور خراب ہے وہ حدیث وسنت سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں: اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں، یہاں تک کہ جب تیرے پاس سے جاتے ہیں تو اہل علم سے سوال کرتے ہیں کہ اس نے ابھی کیا کہا تھا، یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور یہ اپنی خواہشات کے پیروکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴾ [ محمد : ١٦ ]

"یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔"

منکرین حدیث باطل کی پیروی اور اپنی خواہشوں کی اتباع تو بڑی خوشی سے کرتے ہیں مگر! فرامین رسول سے دور بھاگتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر ثبت کر دی ہے۔

جب معلوم ہو گیا کہ حق کلام اللہ اور فرمان رسول اللہ کا نام ہے تو پھر اس کی پیروی کرنا لازمی اور ضروری ہے اپنی خواہشات کی نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴾

[ محمد : ٣٣ ]

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔''

بظاہر کوئی عمل کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو، اگر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے دائرہ سے باہر اور خارج ہے تو برباد اور رائیگاں ہے۔

اعمال اور نیکیاں اسی انسان کی محفوظ و موجود باقی و برقرار رہیں گی، جو اطاعت و فرمانبرداری کے لیے اپنے آپ کو مطیع کر لے گا۔

اور جس سے انکار حدیث کی بدبو آتی رہی اس کے اعمال غارت ہو گئے۔ مقدام بن معد یکرب الکندی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گدھا اور اس کے علاوہ کئی چیزوں کو حرام قرار دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ ایک آدمی چارپائی پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا، جب میری کوئی حدیث اس سے بیان کی جائے گی تو وہ کہے گا:

(( بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ اِسْتَحْلَلْنَاهُ وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ اَلَا وَ إِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ هُوَ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى ))

''کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ (قرآن مجید) ہے، جس چیز کو ہم اس میں حلال پاتے ہیں اس کو حلال اور جس چیز کو اس میں حرام پاتے ہیں حرام کریں گے، خبردار! بے شک جو رسول اللہ نے حرام کیا ہے اسی طرح ہے

جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔''

[سنن الدارمی، المقدمة، باب السنة قاضية على كتاب الله ٦٠٦۔ مسند أحمد: ١٣٢/٣۔ جامع الترمذی، العلم، باب مانهى عنه أن يقال: ٢٦٦٦]

یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ کے فرمان میں کوئی ٹکراؤ اور کسی قسم کا کوئی اختلاف قطعاً نہیں ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾ [الأعراف: ١٥٧]

''وہ (نبی کریم) ان کو نیک باتوں کا حکم دیتے اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے اور گندی چیزوں کو حرام فرماتے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ کی روح سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ اگر حدیث وسنت کا انکار کیا جائے صرف اور صرف قرآن کی بات کی جائے تو اس سے قرآن کا بھی انکار ہوتا ہے۔ نیز اچھائی و برائی میں فرق اور حلال وحرام کی تمیز بھی مٹ جاتی ہے۔منکرین حدیث نے یہ پراپیگنڈہ کر رکھا ہے کہ حدیث قرآن کے مخالف ہے۔ یہ رسول اکرم پر الزام ہے اور یہ سلسلہ آج کا نہیں پرانا ہے۔یعلٰی بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ: سعید بن جبیر نے ایک دن نبی کریم کی حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے کہا کہ: قرآن میں اس کے خلاف ہے۔ انہوں نے جواب دیا: کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ میں تمہارے پاس رسول اللہ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تو قرآن کے ذریعہ اس پر عیب لگا رہا ہے۔

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَمُ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْكَ"

''رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ کو تجھ سے زیادہ جانتے تھے۔''

[سنن الدارمی: ٦١٠۔ صحيح الشريعة للآجری: ٥٨]

''رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو جمع کرنے اور نقل کرنے میں ہر دور میں خاص اہتمام ہوا ہے اور محنت سے کام کیا گیا ہے۔''

جابر بن عبداللہ کے متعلق امام بخاری یہ الفاظ لائے ہیں:

" رَحَلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ فِي حَدِيْثٍ وَاحِدٍ " [ بخاری، کتاب العلم، باب الخروج فی طلب العلم (تعلیقاً، امام بخاری اس رویت کو تعلیقا لائے ہیں ]

''جابر بن عبداللہ نے ایک حدیث کے حصول کے لیے عبد اللہ بن انیس کی طرف ایک ماہ کا سفر کیا۔''

ایک حدیث کے حصول کے لیے ایک ماہ کا سفر کرنا، سفر کی صعوبتیں اور مشقیں برداشت کرنا کوئی معمولی کام نہیں، مگر علمائے کرام، محدثین عظام نے حصول حدیث جیسے عظیم مشن کے لیے وقت اور پیسہ خرچ کیا اور ہر قسم کی تکلیف کو خندہ پیشانی سے قبول فرمایا، وہ اس کوشش اور جستجو میں لگے رہتے کہ جس سے حدیث لی جائے وہ آدمی ثقہ ہو، عادل ہو۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نَقْلُ الثِقَةِ عَنِ الثِقَةِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ مَعَ الِاتِّصَالِ خَصَّ اللّٰهُ بِهِ الْمُسْلِمِيْنَ دُوْنَ سَائِرِ الْمِلَلِ " [ تدریب الراوی : ۱۵۹/۲ ]

ثقہ راوی کا ثقہ راوی سے متصل سند کے ساتھ نقل کرنا حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک سند کا پہنچنا اس کام میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں پر خصوصیت عطا فرمائی ہے۔

اسماء الرجال کے علم سے حدیث کے راویوں کی چھان پھٹک ہوتی ہے۔ امت مسلمہ کے علاوہ دنیا میں آج تک کوئی قوم ایسی نہیں گزری کہ جس کے پاس چھان بین اور تحقیق کا ایسا طریقہ ہو، یہ طرۂ امتیاز اسی قوم کا ہے۔ اسماء الرجال کے علم سے حدیث کی

حفاظت ہوتی ہے۔ محدث جلیل ابراہیم بن اسماعیل کہتے تھے:

" كُنَّا نَسْتَعِيْنُ بِالْحَدِيْثِ عَلَى حِفْظِهِ بِالْعَمَلِ "

[ الجامع لاخلاق الراوی : ۲۷۸/۲ ]

''ہم (لوگ) حفظ حدیث کے لیے اس پر عمل کرنے سے مدد لیتے تھے۔''

منکرین حدیث، بدعملی کو اجاگر کرنے، بے حیائی کو پھیلانے اور لوگوں کو بے دین بنانے کے لیے حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

انکارِ حدیث کا دروازہ درحقیقت بدعمل لوگوں نے کھولا ہے اور محدثین نے ہر دور میں اس دروازے کو بند فرمایا ہے اور منکرین کے فتنہ کا منہ موڑ کر سنت و حدیث کی اہمیت کو اجاگر فرمایا ہے۔

دین اسلام کے متعلق شکوک وشبہات رکھنے والے اور اعمال میں تساہل برتنے والے لوگ منکرین حدیث کی طرف میلان رکھتے ہیں، کیونکہ ان سے غیر شرعی رعایتیں اور سہولتیں مکمل طور پر مل جاتی ہیں اور گستاخان رسول کو مہلت وسہولت اور چھوٹ بھی انہی منکرین حدیث کی وجہ سے ملتی ہے۔ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور ان کے فتنہ سے امت اسلامیہ کو محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین!

اب دیکھتے ہیں کہ حدیث وسنت کی روشنی میں گستاخان رسول کی سزا اور ان کا انجام کیا ہے؟

# گستاخوں کی سزا حدیث رسول ﷺ کے تناظر میں

## گستاخ رسول ابن خطل:

ابن خطل کا نام عبد اللہ تھا، پہلے اسلام لایا، اس کے پاس نبی کریم محمد ﷺ نے ایک صحابی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا، اس کے ہمراہ ایک غلام بھی تھا، ابن خطل غلام کو کھانا تیار کرنے کا کہہ کر خود آرام کرنے لگا۔ بیدار ہونے پر معلوم ہوا کہ غلام نے کھانا تیار نہیں کیا، ابن خطل نے غلام کو قتل کر ڈالا اور خود مرتد ہو گیا۔

اس نے گانے والی دو لونڈیاں اپنے ساتھ رکھ لیں، جن سے وہ محمد ﷺ کے خلاف (ہجو) توہین آمیز گیت کہلوایا کرتا تھا، گستاخیٔ رسول میں یہ بہت آگے نکل گیا، اس کے جرم عظیم کی وجہ سے اس کو کعبۃ اللہ کے پردوں سے نکال کر زمزم کے کنویں اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کر دیا گیا۔

اس کو قتل کرنے کی سعادت سیدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ یا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ ابن خطل قاتل، مرتد اور گستاخ رسول تھا، ان تینوں جرائم کی سزا موت ہے، بلکہ گستاخی رسول کی سزا ناقابل معافی ہے۔

مسجد الحرام میں اس کے قتل سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ میں گستاخ رسول پر حد لگائی جا سکتی ہے، مرتد کو مارا اور قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے۔ ایسا شخص:

﴿ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ﴾ [ آل عمران: ۹۷ ]

''اور جو اس میں آ گیا امن والا ہو گیا۔ کے اس حکم سے خارج اور باہر ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَ عَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: '' اُقْتُلُوْهُ ''

''یقیناً فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ ﷺ نے (خود) اتارا تو ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو قتل کر دو۔''

| بخاری، العمرة، باب دخول الحرم و مكه بغير احرام : ١٨٤٦۔ بخاری، الجهاد و السير، باب قتل الأسير و قتل الصبر ٣٠٤٤۔ بخاری، الغازی، باب أين ركز النبی الرأية يوم الفتح : ٤٢٨٦ |

## جو اپنا دین بدل لے اس کو قتل کر دو:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

'' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ ''

''رسول اللہ نے فرمایا، جو شخص اپنا دین بدل لے اس کو قتل کر دو۔''

| بخاری، كتاب المحاربين من أهل الكفر و الردة، باب حكم المرتد و المرتدة : ٦٩٢٢۔ كتاب الجهاد والسير، باب لايعذب بعذاب الله : ٣٠١٧ |

''نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرنے والا دین و ملت سے خارج ہے۔ جو شخص اسلام لانے کے بعد آپ ﷺ کی گستاخی کرے، آپ ﷺ پر طعن کرے، تعلیمات سے عملی اور اعتقادی طور پر انکار کرے، آپ ﷺ کو جھٹلائے، مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔''

## مرتد کو جلانا نہیں قتل کرنا ہے:

جناب عکرمہ سے روایت ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بعض لوگوں کو جو دین اسلام سے مرتد ہو گئے تھے آگ سے جلوا دیا، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر ملی تو انہوں نے کہا کہ میں انہیں آگ سے نہ جلواتا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب سے عذاب مت دو۔

میں انھیں رسول اللہ کے فرمان کے مطابق قتل کرتا۔ بلاشبہ رسول اللہ نے فرمایا ہے جو اپنا دین بدل لے اسے قتل کر دو۔

[ أبو داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن ارتد : ٤٣٥١۔ مسند أحمد : ٢/ ٢١٧، ١٨٧١ ]

آگ سے عذاب دینا اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ کسی ادارے، حکومت یا شخص کو اجازت نہیں کہ کسی مجرم کو آگ سے سزا دے۔

دین اسلام میں جبری طور پر کسی کو داخل کرنا درست نہیں، کیونکہ اسلام جبر و اکراہ کا دین نہیں:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾ [ البقرة : ٢٥٦ ]

"دین میں کوئی جبر نہیں۔"

تلوار کی نوک یا اسلحہ کے زور پر کسی مرد و عورت کو اسلام میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب و دین سے ہو، اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتے تو جزیہ (ٹیکس) ادا کریں گے۔ ہاں! اگر اسلام قبول کر لیتے ہیں تو اسلام کے احکام و مسائل اور فرائض کو پورا کرنا ان پر لازم آئے گا، اب ان کے لیے واپسی کا دروازہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اسی دروازہ کو بند رکھنے کے لیے مرتد اور گستاخ کی سزا اسلام نے قتل رکھی ہے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" لَا یَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِإِحْدَیٰ ثَلَاثٍ : اَلثَّیِّبُ الزَّانِیْ، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِیْنِهٖ وَالْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ "

''جو مسلمان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس کا خون حلال نہیں ہے، سوائے اس کے کہ تین کاموں میں سے ایک کا ارتکاب کرے، شادی شدہ ہو کر زنا کرے، جان کے بدلے جان اور جو دین کو چھوڑ دے اور جو جماعت (ملت) کو چھوڑ دے۔''

[ بخاری، الدیات، باب قول الله تعالی ان النفس بالنفس : ٦٨٧٨۔ مسلم، القسامة و المحاربین، باب مایباح به دم المسلم : ١٦٧٦۔ أبو داوٗد، الحدود، باب الحکم فیمن ارتد : ٤٣٥٢ ]

ہاں! جو شخص مجبور کر دیا جائے اور اندر ایمان موجزن ہو تو وہ اس زمرہ میں نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ ﴾

[ النحل : ١٠٦ ]

''جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے کفر کیا سوائے اس کے جسے مجبور کر دیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہا۔''

یہاں ''کفر باللہ'' سے مراد پورے دین اسلام سے انکار ہے جس میں ایمان و اسلام کے تمام ارکان شامل ہیں۔

## گستاخ رسول کعب بن اشرف کا سر تن سے جدا:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ ؟ فَإِنَّهُ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ " فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ : " يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتُحِبُّ أَنْ اَقْتُلَهُ " فَقَالَ : " نَعَمْ ...... فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ " قَالَ : " دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرُوْهُ "

''کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دے رہا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ اجازت دینا پسند فرمائیں گے کہ میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' مجھ کو یہ پسند ہے (لمبی حدیث ہے مختصر یہ کہ) پھر جب محمد بن مسلمہ نے اسے (کعب بن اشرف کو) اچھی طرح قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔

[ بخاری، کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الأشرف : ٤٠٣٧ ]

کعب بن اشرف یہودی سردار تھا، بڑا سرمایہ دار تھا، اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا تھا اور مشرکین کو قوت وتقویت پہنچاتا تھا، ساتھ ساتھ بدعہد بھی تھا مگر جب اس کی شرارتیں، خباثتیں اور بدزبانی حد سے تجاویز کر گئی تو آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔

کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے والے خوش نصیب گروہ کے امیر سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے جو رشتہ میں کعب بن اشرف کے بھانجے تھے، وہ ان کا ماموں تھا، لیکن حرمت رسول ﷺ کے لیے اپنی جان، ماموں جان، بیوی بچے، بہن بھائی، ماں باپ، برادری، رشتہ دار، مال و مکان اور تجارت و کاروبار سب کچھ قربان ہے۔

نبی کریم ﷺ بقیع تک ان کے ساتھ چلے، پھر ان کو مخاطب ہو کر فرمایا:

" اِنۡطَلِقُوا عَلَى اسۡمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اَعِنۡهُمۡ " [ فتح الباری : ۹/۹۷ ]

''اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔ اے اللہ ان کی مدد فرما۔''

سبحان اللہ ! کتنا عظیم کارواں ہے یہ حرمت رسول کارواں، جس کی قیادت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کر رہے ہیں، جس کو الوداع اور اس کی کامیابی کے لیے دعا خود رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حرمت و ناموس کے لیے نکلنے والا ہر کارواں کامیاب و کامران ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، کیونکہ یہ کارواں عام کارزواں نہیں حرمت رسول ﷺ کا کارواں ہے۔

اس کی تائید ونصرت کے لیے رسول اللہ نے دعا فرمائی ہے، گستاخانِ رسول اہل یورپ ومغرب کے لیے ایسے ہی کارواں کی آج ضرورت ہے، انھی حدود اور سزاؤں کو نافذ کرنے کی ضرورت ہے، تبھی گستاخی کے یہ سلسلے بند ہونگے۔ اگر ان کو مہلت ملتی چلی گئی تو یہ بے ادبی و گستاخی میں بہت آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ گستاخِ رسول کعب بن اشرف یہودی کا قتل 3ھ میں ہوا۔

## گستاخ رسول ابو رافع یہودی کا قتل:

" عَنِ الۡبَرَاءِ قَالَ : " بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ إِلٰى أَبِىۡ رَافِعٍ اَلۡيَهُودِیِّ رِجَالًا مِنَ الۡاَنۡصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيۡهِمۡ عَبۡدَ اللّٰهِ بۡنَ عَتِيۡكٍ وَ كَانَ أَبُوۡ رَافِعٍ يُؤۡذِیۡ رَسُولَ اللّٰهِ وَ يُعِيۡنُ عَلَيۡهِ ......"

''سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ابو رافع یہودی کے قتل کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر کیا۔ ابو رافع

رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ (طویل حدیث ہے ) سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ مکمل پلان تیار کر کے اس کے قتل کے لیے قلعہ میں داخل ہوئے، پہلے حملہ میں وہ زخمی ہوا، دوسرے حملہ کے نتیجہ میں اس کا کام کچھ اس طرح تمام ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

" ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ "

''میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی، تب مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔''

حدیث کے آخر میں ہے:

"فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ "

''چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔''

اس عظیم کارروائی میں سیدنا عبداللہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی تھی، کہتے ہیں جب میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: « اَبْسِطْ رِجْلَكَ » ''اپنا پاؤں پھیلاؤ۔'' میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ پاؤں اتنا اچھا ہو گیا، جیسے کبھی اس پاؤں میں مجھے کبھی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔

[ بخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی رافع عبد الله بن أبی الحقیق : ۴۰۳۸۔
بخاری، کتاب الجهاد و السير، باب قتل النائم المشرك : ۳۰۲۲ ]

ابو رافع کا نام عبداللہ تھا، اس کو سلام کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا، یہ خیبر کا باسی تھا حجاز میں اس کا قلعہ موجود تھا یہ مال دار، متکبر اور فتنہ پرور انسان تھا، اس کا سب سے بڑا جرم رسول اللہ کو ایذا دینا اور آپ ﷺ کے خلاف مشرکین کی مدد کرنا تھا۔ نبی کریم ﷺ

نے اس کے قتل کے لیے بھی ایک وفد تشکیل دیا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ اس کو قتل کرنے کی سعادت بھی اسی امیر کے حصہ میں آئی، اس گستاخ رسول کا قتل کعب بن اشرف کے بعد رمضان 6ھ میں ہوا ہے۔ کعب بن اشرف کو اوس اور ابو رافع کو خزرج نے قتل کیا۔ گستاخی کرنے کا آغاز اور اس کی ابتدا یہودیوں نے کی ہے۔ کعب بن اشرف اور ابو رافع دونوں یہودی تھے۔ آج بھی دنیا میں گستاخانِ رسول کی سرپرستی اور پشتی بانی یہودی کر رہے ہیں ''فیس بک'' کے مالکان بھی یہودی ہیں، جنہوں نے پوری دنیا میں خاکے پھیلائے اور لوگوں کو توہین رسالت کی دعوت دی ہے۔

## یہودیوں کی طرح عیسائیوں کی گستاخیاں:

کعب بن علقمہ کہتے ہیں کہ غرفہ بن الحارث الکندی کے قریب سے ایک عیسائی گزرا تو انھوں نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی، اس عیسائی نے رسول اللہ ﷺ کی اہانت (گستاخی) شروع کر دی۔ غرفہ کندی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس کی ناک پھوڑ دی، یہ معاملہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ہم نے تو انھیں عہد و پیمان دیا ہے، غرفہ کندی کہنے لگے:

''مَعَاذَ اللّٰهِ أَنْ نَّكُوْنَ أَعْطَيْنَا هُمْ عَلَى أَنْ يَّظْهَرُوْا شَتْمَ النَّبِيِّ ﷺ إِنَّمَا أَعْطَيْنَا هُمْ عَلَى أَنْ نُّخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ يَقُوْلُوْنَ فِيْمَا بَدَأَ لَهُمْ وَ أَنْ لَّا نَحْمِلَهُمْ مَا لَا يُطِيْقُوْنَ وَ إِنْ أَرَادَهُمْ عَدُوٌّ قَاتَلْنَاهُمْ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَ نُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ أَحْكَامِهِمْ إِلَّا أَنْ يَّأْتُوْا رَاضِيْنَ بِأَحْكَامِنَا فَنَحْكُمُ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَحُكْمِ رَسُوْلِهِ وَ إِنْ غِيْبُوْا عَنَّا لَمْ نَعْرِضْ لَهُمْ فِيْهَا''

''اللہ کی پناہ! ہم ان کو اس بات پر عہد و پیمان دیں کہ وہ نبی کریم ﷺ پر سب و

شتم کا کھلا اظہار کریں۔ ہم نے ان کو اس بات کا عہد دیا ہے کہ ہم انہیں ان کے گرجا گھروں میں چھوڑ دیں، وہ اپنے گرجا گھروں میں جو کہنا چاہیں کہیں اور ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں اور اگر کوئی دشمن ان کا قصد کرے تو ہم ان کے پیچھے ان سے لڑائی کریں اور انہیں ان کے احکامات پر چھوڑ دیں، اور یہ کہ وہ ہمارے احکامات پر راضی ہو کر آ جائیں تو ہم ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اور اگر وہ ہم سے غائب ہوں تو ہم ان کے پیچھے پڑیں۔"

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "صَدَقْتَ" "تو نے سچ کہا۔"

[ السنن الکبریٰ للبیهقی : ۹/ ۳۷۵، تحقیق اسلام منصور عبد الحمید، و قال حسنٌ ]

یہود و نصاریٰ توہین رسالت اور گستاخی رسول کے معاملہ میں متحد تھے اور آج بھی ہیں۔ مسلم ریاست میں رہتے ہوئے کوئی ذمی جب رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کرے گا تو وہ بد عہد تصور ہو گا۔ بد عہدی اور گستاخی کی سزا قتل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ﴾ [ التوبة : ۱۲ ]

"اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمھارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے قتال کرو۔"

گستاخوں کا علاج قتال ہے اور یہی اس مسئلہ کا حقیقی حل ہے۔ مسلم حکومتیں اور حکمران اس بات کی طرف نہیں آتے، یہی وجہ ہے کہ معاملات دن بہ دن خراب ہو رہے ہیں اور گستاخوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

## صرف رسول اللہ ﷺ کی توہین کی سزا قتل ہے:

سیدنا ابو برزہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، وہ کسی آدمی پر ناراض ہو رہے تھے۔ اور ناراض بھی بہت زیادہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اے خلیفۂ رسول! اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن مار ڈالوں؟ تو میری اس بات نے ان کا غصہ زائل کر دیا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور مجھے اپنے پاس بلوا لیا اور کہا: تم نے ابھی کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے کہا تھا: ''مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔'' فرمایا: ''اگر میں تجھے ایسے کہہ دیتا تو کیا واقعی تم یہ کر گزرتے؟'' میں نے کہا: ہاں! تو آپ نے فرمایا:

« لَا وَاللّٰهِ ! مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ »

''نہیں، اللہ کی قسم! محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بشر کو یہ مقام حاصل نہیں۔''

[ أبو داوٗد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ : ٤٣٦٣۔ نسائي، تحريم الدم، باب ذكر الاختلاف على الأعمش في هٰذا الحديث : ٤٠٨٢ ]

مسلمانوں میں یہ بات معروف ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ اگر کسی کی بے ادبی یا مخالفت وغیرہ ہو جائے تو بے ادبی کرنے والے کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کا یہ مقام اور بلند شان نہیں، خواہ کوئی بادشاہ ہوں یا مفتی و عالم۔ خلیفۂ اوّل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہی بات ارشاد فرمائی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کسی کا یہ حق نہیں۔

لیکن! آج افسوس اس بات پر ہے کہ محمد ﷺ کا حق ادا نہیں کیا جا رہا، اس کا دفاع نہیں کیا جا رہا، بلکہ کوشش اس چیز کی ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کا حق حکمران اپنے ہاتھ میں لے کر اس سے کھلواڑ کریں اور اس کا مذاق اڑائیں۔ گستاخی رسول ﷺ کی ہوتی

ہے اور معافی کا اعلان حکومتیں اور حکمران کرتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے گستاخوں کے خلاف خود اعلان جنگ کیا ہے۔

## مکہ میں گستاخوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ کا اعلان جنگ:

رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لیے تشریف لائے، مشرکین مکہ جن میں ابو جہل، عتبہ اور شیبہ وغیرہ سب شامل تھے، انھوں نے آپ کی گستاخی و بے ادبی کی، مذاق کیا اور توہین کی۔ پہلے اور دوسرے چکر پر آپ ﷺ نے ان کی باتیں سنیں، تیسرے چکر پر آپ رک گئے۔ اب آپ نے ان سے اپنی بات کہی، جسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

« أَتَسْمَعُونَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ »

''اے قریش کے لوگو! کیا تم سنتے نہیں۔ اس رب کی قسم جس کے ہاتھ محمد ﷺ کی جان ہے! میں تمھیں ذبح کرنے کے لیے آیا ہوں۔''

[ مسند أحمد : ٦١٠، ج : ١١، ح : ٧٠٣٦- دلائل النبوة : ٢/٢٧٦- تعليق التغليق على صحيح البخاري، ص : ٨٨، ج : ٤ ]

یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشرک گستاخوں کے انجام کا اعلان بھی رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے جاری ہوا ہے اور وہ قتل ہے، اس فیصلے کی حقانیت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے تو خود گستاخوں کو کہا کہ میں تمھاری گردنیں اتارنے کے لیے آیا ہوں، چشم فلک نے میدانِ بدر کا وہ منظر دیکھا ہے، جب محبانِ رسول نے گستاخانِ رسول کے سرتن سے جدا کیے اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی گردن اتاری۔ رسول اکرم ﷺ کے اعلان مکہ کی عملی تصویر مدنی زندگی میں دیکھنے کو ملی۔

## گستاخ بہن کا قتل:

عمیر بن امیہ کی ایک بہن تھی، عمیر جب نبی کریم ﷺ کی طرف جاتے تو وہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تکلیف دیتی اور نبی کریم ﷺ کو گالیاں نکالتی تھی اور تھی بھی یہ مشرکہ۔ ایک دن انھوں نے تلوار اٹھائی، پھر اس کے پاس آئے اور اسے تلوار کا وار کر کے قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے اٹھ کھڑے ہوئے، انھوں نے چیخ و پکار شروع کر دی اور کہنے لگے: ہمیں معلوم ہے کہ کس نے اسے قتل کیا ہے، کیا ہمیں امن و امان دے کر قتل کیا گیا ہے؟ اور اس قوم کے آباء اجداد اور مائیں مشرک ہیں۔ جب عمیر کو خوف پیدا ہوا کہ وہ لوگ اپنی ماں کے بدلے کسی کو ناجائز قتل کر دیں گے تو وہ (عمیر) نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(( اَقَتَلْتَ اُخْتَكَ ))

''کیا تو نے اپنی بہن قتل کر دی ہے؟''

انھوں نے کہا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟

کہنے لگے:

(( إِنَّهَا تُؤْذِي فِيكَ ))

''یہ مجھے آپ کے متعلق اذیت دیتی تھی۔''

تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو انھوں نے کسی اور کو قاتل ٹھہرایا، تو:

(( فَأَخْبَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَ اَهْدَرَ دَمَهَا ))

''نبی کریم ﷺ نے ان کو خبر دی اور اس کا خون رائیگاں قرار دیا تو انھوں نے

(جواب میں) کہا: ہم نے سنا اور مان لیا۔"

[ مجمع الزوائد، كتاب الحدود، باب فيمن سب نبياً أو غيره، ج ٦، ص : ٢٨٧ الرقم : ١٠٥٧٠ـ المعجم الكبير، ج : ١٧ ص : ١٦٤، ١٦٥ـ الرقم : ١٢٤ ]

سبحان اللہ! یہ ہے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی اعلیٰ مثال اور عمدہ دلیل کہ بھائی نے گستاخ بہن کو قتل کر دیا اور بیٹوں نے بھی ایسی ماں کی پروا تک نہیں کی جو اللہ کے رسول کی بے ادبی کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

(( وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ، وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ))

"اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی بھی ایمان دار نہیں ہوگا، جب تک کہ میں اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤں۔"

[ بخاری، كتاب الإيمان، باب حب الرسول من الإيمان : ١٤ ]

محبت رسول ایمان کی دلیل ہے، محبت رسول ہے تو ایمان ہے، اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں، یہاں ایمان پر محبت رسول کو مقدم رکھا گیا ہے۔ اور یہ محبت ماں، باپ، اولاد اور پوری کائنات کی تمام چیزوں سے زیادہ محمد کریم ﷺ سے ہونی لازمی ہے۔

## نبی کریم ﷺ کو گالیاں دینے والی ام ولد کا قتل:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص (صحابی) تھا اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد تھی) وہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی، وہ منع کرتا تھا، مگر وہ مانتی نہ تھی، وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر وہ سمجھتی نہ تھی، ایک رات وہ نبی کریم ﷺ کی بد گوئی کرنے اور آپ کو گالیاں دینے لگی تو اس نابینا (صحابی)

نے ایک برچھا لیا اور اس کو اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر ڈالا۔ اس لونڈی کے پاؤں میں ایک چھوٹا بچہ آ گیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ سے اس قتل کا ذکر کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، جس نے یہ کارروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ نابینا کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا حاضر ہوا۔ اس کے قدم لرز رہے تھے، حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ''میں اس کا قاتل ہوں، یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی اور میں اس کو منع کرتا تھا مگر باز نہ آتی تھی۔ میں ڈانٹتا تھا مگر! سمجھتی نہ تھی:

« وَلِيَ مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلَ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَ كَانَتْ لِي رَفِيقَةً »

''میرے اس سے دو موتیوں جیسے بچے بھی ہیں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی۔''

گزشتہ رات جب اس نے آپ کو گالیاں دیں اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے چھرا اٹھایا، اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا، حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« أَلَا اشْهَدُوا إِنَّ دَمَهَا هَدَرٌ »

''خبردار! گواہ ہو جاؤ، اس (لونڈی) کا خون رائیگاں ہے۔''

[ أبو داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبی ﷺ : ٤٣٦١۔ نسائی، تحريم الدم، باب الحكم فيمن سب النبی ﷺ : ٤٠٧٥ ]

جو شخص نابینا تھا اس نے تو گستاخ عورت (جو اس کے بچوں کی ماں تھی) کو موت

کے گھاٹ اتار دیا، انتقام لے لیا، افسوس تو ہم آنکھوں والوں پر ہے کہ جن کو کچھ نظر نہیں آتا، گستاخانِ رسول نظر نہیں آتے، خاکے نظر نہیں آتے، لکھنے والے ہاتھ اور بولنے والی زبانیں نظر نہیں آتیں۔ کچھ لوگ تو ایسے بھی ہیں جن کی عقل اور آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے، وہ گستاخوں کے لیے نرم پہلو اور دل میں ان کے لیے درد رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے دل محبت رسول سے خالی ہیں، جس دل میں محبت تھی اس نے کسی چیز کی پروا نہیں کی اور یہ بھی نہیں سوچا کہ میں تو نابینا ہوں، مجھے تو خود خدمت کی ضرورت ہے، میرے بچوں کا کیا بنے گا؟ اس نابینا کے کردار میں آنکھوں والوں کے لیے سبق اور عبرت ہے اور اس نابینا قاتل کا یہ عمل غیرت ایمانی اور اظہارِ حب رسول اللہ ﷺ سے لبریز ہے۔

## گستاخ یہودی عورت کا قتل:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے بارے میں نا زیبا الفاظ بولتی تھی، تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا:

« حَتّٰی مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَمَهَا »

”یہاں تک کہ وہ مرگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دیا۔“

[ أبو داؤد، كتاب الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ: ٤٣٦٢۔ أخرجه البيهقي: ٧/ ٦٠۔ ٩/ ٢٠٠۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسنادهٔ حسن علی شرط الشیخین۔ أرواء الغليل: ٥/ ٩١۔ اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے ]

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل ہے، اس کے لیے کوئی معافی نہیں ہے، شاتم رسول کے قاتل پر نہ کوئی قصاص ہے اور نہ ہی

دیت۔ اس قانون میں مسلم و غیر مسلم سب برابر ہیں، یعنی جو بھی گستاخی کرے گا اس سے معافی کا مطالبہ کیے بغیر قتل کی سزا دی جائے گی، جرم ثابت ہونے پر حدود اللہ میں بالخصوص حرمت رسول کے مسئلہ میں کوئی رعایت نہیں ہے۔ جو کوئی گستاخ توبہ کر لے تو اس کی توبہ کا فائدہ اس کو آخرت میں ضرور ہوگا، لیکن دنیا میں اس کو سزا دی جائے گی۔

اس قانون کا نفاذ حکومت کرے گی تو امن و امان قائم رہے گا اور گستاخی کا دروازہ بند رہے گا، اگر ایسا نہ کیا گیا تو بدامنی پیدا ہوگی اور غیرت ایمانی کی وجہ سے لوگ گستاخوں کو قتل کریں گے، قانون اپنے ہاتھ میں لیں گے جس سے حکومت کے لیے پریشانیاں پیدا ہوں گی۔

بعض لوگوں نے آسیہ مسیح کا معاملہ سامنے آ جانے کے بعد یہ بات کہی ہے کہ عورت پر تو حد نہیں لگائی جا سکتی، اس کو موت کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ مگر! یہ بات بالکل غلط ہے، عورت شادی شدہ ہو کر زنا کرے گی تو سزا (سنگسار) موت ہے، قتل کرے گی تو قتل کی جائے گی، چوری کرے گی تو بطور سزا ہاتھ کٹے گا اور سفارش بھی قبول نہیں کی جائے گی، قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کر لی، تو سفارش کے لیے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو تیار کیا گیا۔ انھوں نے آپ ﷺ سے بات کی، تو آپ نے فرمایا:

(( يَا أُسَامَةُ! أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى ))

''اے اسامہ! کیا تو اس حد میں سفارش کرتا ہے جو اللہ کی حدود میں سے ہے؟''

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، جس کے آخری الفاظ یہ تھے:

(( وَ أَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ))

''اور اللہ کی قسم! اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔''

[ بخاری، کتاب الفضائل أصحاب النبی، باب ذکر اسامة بن زیدؓ : ۳۷۳۲۔ مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیره ...... ۱٦۸۸۔ أبو داؤد، کتاب الحدود، باب فی الحدیشفع فیه : ٤۳۷۳]

# چند توجہ طلب باتیں

- **قانون:** امیر و غریب، مرد و عورت، معزز و کمزور، معاشرے کے تمام افراد کے لیے برابر ہے۔
- سابقہ قوموں کی تباہی، ہلاکت و بربادی اسی وجہ سے ہوئی کہ جب کوئی معزز جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کسی کمزور سے غلطی سرزد ہوتی تو اسے سزا دی جاتی۔
- معاملہ جب عدالت میں پہنچ جائے تو پھر حدود اللہ میں سفارش کرنا جرم عظیم اور گناہ ہے۔ خصوصاً وہ مجرم جس نے گستاخئ رسول کا ارتکاب کیا ہو اس کی سفارش کرنے سے بھی گریز کرنا چاہیے کہ کہیں یہ سفارش نبی پاک ﷺ کی گستاخی کا باعث نہ بن جائے۔
- اگر کوئی مسلمان گستاخِ رسول کو قتل کر دے تو مقتول کے بدلے قاتل کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ جس طرح مذکورہ احادیث میں بیان کیا جا چکا ہے، گستاخ مقتول کا خون رائیگاں تصور ہو گا۔
- سفارش کرنے والا بظاہر کتنا ہی معزز و محترم اور با اختیار کیوں نہ ہو، عدالت کو اس کی سفارش بالکل قبول نہیں کرنی چاہیے، یہ بھی حبیب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جن کی حرمت پر ہماری جان بھی قربان ہے۔

## حرمتِ رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں (محمد ﷺ) اسے اس کے ماں باپ اور اس کی اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

(بخاری)

تحریک حرمتِ رسول ﷺ پاکستان ۴-لیک روڈ، چوبرجی لاہور